نمبر ۳۴ — دار الامان قادیان ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء — جلد ۱۰

## چٹھی

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے اپنی معمولی ڈاک میں جناب میر حامد شاہ صاحب کو سیالکوٹ بھیجی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ برادر شیخ مولا بخش کے فرزند اور بیوی کی عافیت سے کس قدر خوشی ہوئی کہ بار بار رکوع سجود اور قیام میں باری تعالے کا شکر ادا کیا جس نے ہماری اضطراری دعاؤں کو سُنکر یجیب المضطر ہونے کا ثبوت دیا آج رات میں بے خوابی کے سبب سے بہت بیتاب تھا صبح اُٹھا تو اندر اندر سرور اور ایک کیفیت محسوس کرتا تھا آخر کریدنے سے معلوم ہوا کہ اس خوشخبری کی خوشی ہے جو اندر سرایت کر گئی ہے اور بے اختیار دل کو مسرور کر رہی ہے خدا تعالے کا شکر ہے جس نے ہمارے عزیز بھائی کو ابتلا سے بچا لیا۔ میر صاحب ابتلا ایک میدان ہے مرد آزما بڑے بڑے مردان کاری جو آسائش کے وقت دعووں میں گردن کی رگیں پھلاتے ہیں اسمیں پاؤں رکھتے ہی پھسل جاتے ہیں آہ بلعجب کسی کہ در شدہ در خادو عمرو بیبرا آں جان جاں در سازد و در جہاں خرد سازگی باآں یار بیارزد۔ حقیقت میں اپنی حقیقت معلوم کرنے کے لئے ابتلاؤں کے آئینہ میں منہ دیکھنے کے سوا اور کوئی راہ نہیں۔ اسلام کی اصل غایت یہی ہے کہ خدا تعالے کی قضا و قدر سے سلم کی جاوے۔ الوہیت کا جوڑ عبودیت سے کبھی ہو سکتا ہی نہیں جب تک یہ آشتی درمیان نہو۔ اس صلح کا پورا نمونہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے اپنی مکی اور مدنی زندگی دونو میں یکساں الحمد للہ کہکر کھلا کھلا ثبوت دیا ہے کہ آپ کو اپنے رب کریم کی قضا و قدر سے کسقدر صلح ہے۔ دنیا کی کسی کتاب میں ایسی صلح کی نظیر نہیں ملے گی جو کتاب اللہ میں الحمد کے توسط سے ظاہر کی گئی ہے چھ بلکہ سات نمازوں میں ہر رکعت کا افتتاح الحمد سے کرنا بتاتا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

آسمان کے حوادث اور زلازل کو ہیچ اور دست بدست نیکوست کے رنگ میں دیکھا ہے۔ یہی زندگی جو تلخ ترین مصائب سے بچی ہے اور پھر وہی زندگی جو خوارق العادت کامیابیوں اور نصرتوں کا عجائب خانہ ہے وہ دونو زندگیاں اسی ایک جام سے سرشار ہو کر صاف دکھاتی ہیں کہ نہ مصیبتوں نے آپ کے دل پر کوئی برا اثر ڈالا اور نہ کامیابی اور فتح کی شادمانی نے آپ کو از خود رفتہ کیا۔

ہر حال میں ایک ہی آواز الحمد للہ ہے جو آپ کے اندر سے نکلتی ہے واللہ اللہ کس قدر معرفت رب جلیل کی اور اس کی صفات کی آپ کو ہے جو اس عالم میں اپنا کام کر رہی ہیں اسقدر مسالمت اور مصالحت خدا میں بالکل پیوست ہو جانے کے سوا ممکن ہی نہیں۔

رات دن میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ایک نماز آجاتی ہے ان وقفوں میں ممکن ہے کہ نمازی کسی حادثہ کا آماجگاہ بنا ہو ممکن ہے اسکا کوئی عزیز مر گیا ہو جس کے امیدہ کی نشو و نما پر اس کی جان پرور امیدیں منحصر تھیں ممکن ہے اس کے سارے اندوختہ کو چھین لے گئے ہوں غرض سخت حادثہ واقع ہو جو جہان کو اس کی آنکھوں میں تیرہ و تار کر دے مگر سچا نمازی میں کھڑے ہوتے ہی پہلا کلمہ جو اس کے منہ سے نکلے گا الحمد للہ ہوگا یعنی ہر حال میں اللہ تعالےٰ حمد کا حقدار ہے اسلئے کہ وہ رب العلمین الرحمن الرحیم اور مالک یوم الدین ہے یہ تعلیم جو اسلام کی ابتدائی تعلیم ہے اور جو درحقیقت کل سالکان راہ حق کی آخری اور انتہائی معراج ہے یہ تعلیم تمام اخلاق فاضلہ کی جامع ہے اسی مقام پر پہونچکر انسان انبیاء کا تختہ اور انکا او تار بنتا ہے۔

ایک مصیبت زدہ شخص جو ابھی ابھی کسی تازہ رنج میں مبتلا ہوا ہے اور مصلےٰ نماز میں کھڑا ہوا ہے اسکے منہ سے الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین کیا پڑتا ہے اگر اس کی زبان اس کے دل سے متفق نہیں تو کسقدر اس کے لئے شرمندگی کا مقام ہے بلکہ ہو سکتا ہے اور نہایت قریب ہے کہ وہ منافقوں میں لکھ جاوے دل تو اس کا آسمان و زمین کے حکیم و قدیر کو ظالم کہہ رہا ہے کہ اس کی تقدیر کی تیز تلوار نے اس کے پارہ جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اسکی قضائے مبرم کی آتشیں برق نے اس کے خرمن کو جلا کر راکھ کر ڈالا اور زبان خوش آوازی سے پڑھ رہی ہے الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم غرض یہ پاک تعلیم جو اسلام کی یگانہ خصوصیت اور مایہ ناز تعلیم ہر درے ٹھیرتی ہی نہیں جب تک نمازی کو سچا اور یک رنگ مومن نہ بنادے اس دار الکدورت میں ہر شخص کو راحت اور طمانینت کی تلاش ہے کبھی اس تلاش میں کسی چیز سے پنجہ مارا ہے کسی نے کسی شئے سے بڑے بڑے فلاسفروں نے اسپر خامہ فرسائی کی ہے اور وہ باتیں زور طبع سے بنائی ہیں جنپر عمل کرنے سے خوشحالی ہو سکتی ہے مگر عبث اور بے سود۔ بہتیرے ان راندہ لوگوں میں ایسے ہوئے ہیں جو بڑی تلخ کامی کے ساتھ اس دنیا سے اٹھے۔ بعضوں نے خودکشی کا کڑوا پیالہ پیا اور بہتوں کی زندگی کے مختلف لمحے اضطراب اور جزع فزع سے معمور نظر آتے ہیں۔

حقیقت میں ایک ہی چیز ہے اور صرف ایک ہی چیز ہے جو زندگی کے کجدار و مریز میں پوری استقامت اور سکینت اور طمانینت بخش سکتی ہے وہ ہے خدا تعالےٰ اور اسکی صفات پر کامل اور لذیذ ایمان اور یہی ایمان عرفان انگیز کا عملی اظہار ہے الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین

قرآن کریم کی اس آیت سے واٰخر دعوٰہم ان الحمد للہ رب العلمین سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشت میں یعنی اس سرور کے عالم میں جہاں ساری کدورتیں اور تلخیاں صاف و ختم ہو جائیں گی اور سچی راحتوں کے خوشنما چہرے بے حجاب نظر آجائیں گے بہشتی جوش سے آخری آواز یہ نکالیں گے کہ الحمد للہ رب العلمین پس اس دنیا میں اشتباہ اور التباس کے سبب سے مجازی اور بے حقیقت چیزیں بھی محمود بنکر خدا تعالےٰ کے یگانہ استحقاق حمد میں شریک ٹھہرائی جاتی ہیں اور ربوبیت۔ رحمانیت رحیمیت کا بہت تھوڑا ذخیرہ جو ابتلا کے رنگ میں انکو مرحمت کیا گیا ہے ایک کوتاہ نظر کو اسطرف مائل کر دیتا ہے کہ نظام عالم میں ان آلات و ادوات کو بھی کچھ دخل ہے اس لئے ہر شخص کو اس غبار آمیز جہان میں ایسی صاف آنکھ نہیں مل سکتی جو ان سارے کثیف اور تہ بتہ حجابوں کو چیر کر اس غیب الغیب لاشریک ہستی کو یگانہ بازیگر دیکھے مگر اس عالم میں جب کہ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار کی اغیار کو جلا دینے والی بجلی اپنی تجلی دکھائیگی اور مطلع شرکا کے گرد و غبار سے صاف نظر آجائے گا تب ساری حمدوں کا حقیقی سزاوار آشکارا طور پر وحدہ حقیقی نظر آجائے گا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بالغ نظری اس سے ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے اس دار الکدورت اور پر حجاب عالم میں باری تعالی عزاسمہ کی وہ ساری حمدیں کی ہیں جو لا انتہا منازل کے طے کرنے اور چشم معرفت کے وا ہونے کے بعد بہشتیوں کی زبان

ہے غلیین کی اللّٰہم صل علیٰ محمد وسلم و بارک

غرض یہ پاک تعلیم مسلمانوں پر خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے یہ تعلیم جو دعا کے رنگ میں سکھائی گئی ہے نہ انجیل میں ہے اور نہ کسی اور کتاب میں ہے مردہ پرست یا مردار پرست نصرانیوں نے بے فائدہ کوشش کی [illegible] یعنی اس پوچ دعا کو جو انجیل میں روز کی روٹی [illegible] کی دعا ہے اس کے مقابل لائیں اگر وہ اس نکتہ معرفت تک پہونچ جاتے جو اس دعا میں ہے تو اس مقابلہ میں اپنی ذلت اور شرمسار کے آپ ہی گواہ ٹھیرتے۔

افسوس اُن پر جو نماز کی عادت نہیں رکھتے جس میں ایسی دعا کی روح بخش ہے جو اس جہان میں بھی خوش حالی حاصل کرنے کا یگانہ وسیلہ ہے اور پھر افسوس اُن پر جو رسمی نماز میں برسوں سے مصروف ہیں مگر ہنوز اس دعا کی حقیقت تک نہیں پہونچے کہ وہ ہر روز باری تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہو کر منہ سے کیا کہہ رہے ہیں جس سے اُن کے دلوں کو ذرا بھی اتفاق نہیں وہ کبھی پروا نہیں کرتے کہ نفاق کا زنگ اُن کے دل کے سارے سطح پر محیط ہو گیا ہے اور قریب ہے کہ مسؤل کے شیشہ کیطرح دل ایک دفعہ ہی گل سڑ کر فنا ہو جاوے۔ اس دعا کے وسیلہ مسلمان زمین پر اسی طرح بسر کر سکتے ہیں جسطرح فرشتے آسمان پر۔ یہی دعا ہے جس سے زمین پر صلح کاری اور طہارت اور سچی راستبازی پھیل سکتی ہے۔ یہی دعا ہے جسکی پاک تاثیر سے شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ پانی پی سکتے ہیں اور بالآخر یہی دعا کر جو خدا تعالیٰ کے دربار میں شریک ہونے کے قابل بنا سکتی ہے

مبارک اُن مصلیوں کو جنہوں نے اس دعا کے گُر کو سمجھا۔

میری طرف سے آپ صاحب کو مبارک باد دیں اور تاکید کریں کہ بہت سا وقت استغفار اور لاحول پڑھنے میں بسر کریں لاحول تسلیم توکل اور رضا بقضا کے اظہار اور حصول کا کامل نسخہ اور ذریعہ ہے ہمارے سردار عمر فاروق صلوات اللہ علیہ جہاں اپنے فوجی افسروں کو اور حکام اور فرامین بھیجا کرتے ساتھ ہی یہ بھی لکھا کرتے کہ اکثر اس قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ طبری کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کارزار کے مختلف اور خطرناک موقعوں میں افواج اسلامی نے اس نسخہ کو بہت مفید پایا۔

بے جا ہنسی اور فضول باتیں جو ابنائے دنیا کے نزدیک آج محفلوں کی زیب و زینت اور زندہ دلی یا مردہ دلی کا ثبوت ہیں یک قلم ترک کر دیں سمجھا جب حضوصا اور ہر ایک سب دوست عموماً اس طرف ہمت کو مصروف کر دیں کہ امن و عافیت کے مقتوں میں خدا تعالیٰ کے خوف و خشیت کی وہ گدگدی دلوں میں محسوس ہو جو ان ایام میں ہمیشہ کے محسوس ہو رہی ہے جب گستاخی اور بیجرئی دلوں کی حد سے بڑھ جاتی ہے اور دل ہنسی اور استہزا سے بالب ہو جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے خوف کی کپکپی اُٹھ جاتی ہے تب غیرۃ الٰہیہ اشتعال میں آتی اور الوہیت اپنی ہستی یوں منوا لیتی ہے۔ میں نے سُنا ہے کہ سیالکوٹ کے بازاروں کی اُن دکانوں پر جہاں خدا نا ترس بیباک آدھی آدھی رات تک مجمع لگا کر بیٹھتے اور ناپاک یا فضول باتیں کرتے تھے آج ان فلاسفوں سے ایک متنفس بھی نظر نہیں آتا۔ کاش ان کے ایام میں بھی یہی خوف دلوں میں جاگزین رہے۔

یاد رکھو یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون قدرت ہے کہ امن میں ڈرنیوالوں اور عین عافیت اور راحت میں خشوع و خضوع کرنے والوں کو پیار کرتا اور اُن کی جان و مال کی بہت پروا کرتا ہے ورنہ جب قضا و قدر نازل ہو جاوے تو پھر ہزار دعائیں کرو وہ اپنا کام کر ہی کے رہتی ہے خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو دعا مانگنے کی اصل سکھا دے اور اُس کی لذت سے ان کے دلوں کو مسرور کرے ان کے دلوں میں وہ خوف و خشیت ہو کہ آسمان گواہی دے اُٹھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام زمین کے فرشتے اور نور ہیں والسلام

## معلومات

**سپشل ٹرین** - حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے سفر کے واسطے جو خاص گاڑی طیار رہتی ہے اُس میں پلنگ کے قریب ایک دستہ لگا ہوا ہے جسکو ذرا سا گھمانے سے تمام ٹرین ٹھیر جاتی ہے

**قیمتی کلاک** - نمایش پیرس میں سفید سنگ مرمر کی ایک کلاک بھیجی گئی ہے جسکی قیمت آٹھ لاکھ روپیہ مالک کو ملتی ہر مگر اُس نے لینے سے انکار کر دیا ہے

**ڈاکٹر کی فیس** - چین میں ڈاکٹر کی فیس ۱ سے لے کر ۱۲ تک مقرر کی گئی ہے۔

**عجیب نام** نیو ساؤتھ ویلز میں ایک ریلوے اسٹیشن کا نام ہے "تھوڑی دیر ٹھیرو" کمپنی نے اس نام کے تبدیل کرنے کے واسطے ہر چند کوشش کی مگر عام رائے کی مخالفت کی وجہ سے ناکام رہی۔ (رفیق ہند)

# حضرت اقدس کی پاک باتیں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

---

نااہل پلید لوگ سچی اور حق و حکمت کی بات سن ہی نہیں سکتے اور جب کبھی کوئی بات معرفت اور حکمت کی اُن کے سامنے پیش کی جاوے تو وہ اس پر توجہ نہیں کرتے بلکہ لاپرواہی سے ٹال دیتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ جو حق کہیں وہ بہت تھوڑے ہیں محض اللہ تعالےٰ کے لئے کسی کو حق کہنے والے لوگوں کی تعداد بہت ہی کم ہے گویا ہے ہی نہیں۔ علی العموم واعظ وعظ کہتے ہیں لیکن ان کی اصل غرض اور مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگوں سے کچھ وصول کریں اور دنیا کمائیں۔ یہ غرض جب اس کی باتوں کے ساتھ ملتی ہے تو حقانیت اور للہیت کو اپنی تاریکی میں چھپا لیتی ہے اور وہ لذت اور معرفت کی خوشبو جو کلام الٰہی کے سننے سے دل و دماغ میں پہنچتی اور روح کو معطر کر دیتی ہے وہ خود غرضی اور دنیا پرستی کے تعفن میں دب کر رہ جاتی ہے۔ اور اسی مجلس وعظ میں اکثر لوگ کہہ اٹھتے ہیں میاں یہ ساری باتیں ٹکا کمانے کی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اکثر لوگوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ذریعہ معاش قرار دے لیا ہے لیکن ہر ایک ایسا نہیں ہے

ایسے پاک دل انسان بھی ہوتے ہیں جو صرف اس لئے کہ خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں لوگوں تک پہنچاتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے وہ مامور ہیں اور اسکو فرض سمجھتے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ اس طرح پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں۔ وعظ کا منصب ایک اعلیٰ درجہ کا منصب ہے اور وہ گویا شان نبوت اپنے اندر رکھتا ہے بشرطیکہ خدا ترسی کو کام میں لایا جاوے

وعظ کہنے والا اپنے اندر خاص قسم کی اصلاح کا موقع پاتا ہے کیونکہ لوگوں کے سامنے یہ ضروری ہوتا ہے کہ کم از کم اپنے عمل سے بھی اُن باتوں کو کر کے دکھا دے جو وہ کہتا ہے

بہرحال اگر ایک آدمی اپنی ہی غرض و منشا کے لئے کوئی بھلی بات کہے تو اس پر یہ لازم نہیں آتا کہ اُس سے اس لئے اعراض کیا جاوے کہ وہ اپنی کسی ذاتی غرض کی بنا پر کہہ رہا ہے۔ وہ بات جو کہتا ہے وہ تو بجائے خود ایک عمدہ بات ہے نیکدل انسان کو لازم ہے کہ وہ اس بات پر غور کرے جو وہ کہہ رہا ہے یہ ضروری نہیں کہ اُس [illegible] ملحوظ رکھ کر واعظ کہہ رہا ہے سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
گر نوشت است پند بر دیوار

یہ بالکل سچی بات ہے کہ قول کی طرف دیکھو۔ قائل کی طرف مت خیال کرو۔ اس طرح پر انسان سچائی کے لینے سے محروم رہ سکتا ہے اور اسکے ہی اندر ایک عجیب رعونت کا بیج پرورش پاتا ہے۔ کیونکہ یہ اگر صرف سچائی اور صداقت کا طالب ہے تو پھر دوسروں کی عیب شماری سے اس کو کیا غرض۔

واعظ اپنے لئے کوئی اکیات نکالے مگر تم کو اس سے کیا غرض تمہارا مقصود اصل تو طلب الحق ہے۔

اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ بھی تو بے محل بے ربط بات شروع کر دیتے ہیں اور پند و نصیحت کرتے وقت امور مقتضائے وقت کا ذکر نہیں کرتے۔ اور نہ اُن امراض کا لحاظ رکھتے ہیں جنمیں مخاطب مبتلا ہوتے ہیں بلکہ اپنے سوال کو ہی مختلف پیرایوں میں بیان کرتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز بیان کو اگر غور سے دیکھتے تو ان کو وعظ کہنے کا بھی ڈھنگ آ جاتا۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ سب سے بہتر نیکی کونسی ہے آپ اُسکو جواب دیتے ہیں کہ سخاوت دوسرا آکر یہی سوال کرتا ہے تو اُس کو جواب ملتا ہے ماں باپ کی خدمت تیسرا آتا ہے اسکو جواب کچھ اور ملتا ہے سوال ایک ہی ہوتا ہے جواب مختلف۔ اکثر لوگوں نے یہاں پہنچکر ٹھوکر کھائی ہے اور عیسائیوں نے بھی ایسی حدیثوں پر بڑے بڑے اعتراض کئے ہیں مگر احمقوں نے رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس مفید اور مبارک طرز جواب پر غور نہیں کی۔

اس میں ستر یہی تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جس قسم کا مریض آتا تھا۔ اُس کے حسب حال [illegible] جس میں بخل کی عادت تھی اُس کے لئے بہترین نیکی یہی ہو سکتی تھی کہ اس کو ترک کرے جو ماں باپ کی خدمت نہیں کرتا بلکہ اُن سے سختی کے ساتھ پیش آتا تھا اسکو اسی قسم کی تعلیم کی ضرورت تھی کہ وہ ماں باپ کی خدمت کرے۔

طبیب کے لئے جیسا ضروری ہے کہ تشخیص عمدہ طور پر کرے اسی طرح پر واعظ کے منصب کا یہ فرض ہے کہ وعظ و پند سے پہلے اُن لوگوں کے امراض کو مد نظر رکھے جنمیں وہ مبتلا ہیں۔ مگر

مشکل تو یہی ہے کہ یہ فراست اور یہ معرفت حقانی واعظ کے سوا دوسرے کو ملتی ہی کم ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ملک میں باوجودیکہ سیکڑوں ہزاروں واعظ پھرتے ہیں لیکن عملی حالت ملک کی دن بدن پستی کی طرف جا رہی ہے ہر قسم کی اعتقادی اعمالی اخلاقی غلطیاں اور کمزوریاں اپنا اثر کرتی جاتی ہیں۔

یہ اس لئے کہ وعظوں میں حقانیت نہیں روح نہیں۔ یہ سب کچھ ہے مگر میں اس وقت اپنے دوستوں کو پھر یہی بتلانا چاہتا ہوں کہ چونکہ انہوں نے اللہ تعالے کے فضل سے اپنے دلوں میں طلب حق کی پیاس کو محسوس کیا ہے وہ راستی اور صداقت کے لینے میں مضائقہ نہ کریں۔ گو واعظ مختلف رنگوں اور پیرایوں میں اپنا سوال ہی پیش کرے مگر تم کو نہیں چاہیئے کہ صرف اس ایکو جہ سے اصل حکمت کو چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ جو ان کے سوال کو سُنکر ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ بھی تو غلطی پر ہے۔ کیا کسی لعل اور گوہر نایاب کو محض اس لئے پھینک دیا جاسکتا ہے کہ وہ کسی بدبودار اور میلی کچیلی ٹاکی (دھجی کپڑے کی) میں بندھا ہوا ہے؟ ہرگز نہیں اس کے سوا اگر واعظ سوال کرتا ہے تو کیا تمھیں خبر نہیں کہ تمھیں تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ اور سائل خواہ گھوڑے پر ہی سوار ہوکر آیا ہے پھر بھی واجب نہیں کہ اسکو رد کیا جاوے۔ تیرے لئے یہ حکم ہے کہ تو اسکو جھڑک نہیں ہاں خدا نے اسکو بھی حکم دیا ہے کہ وہ سوال نہ کرے وہ اپنی خلاف ورزی کی خود سزا پاوے گا لیکن تمھیں یہ مناسب نہیں کہ تم خدا تعالے کے ایک واجب العزت حکم کی نافرمانی کرو غرض اُسکو کچھ دیدینا چاہیے۔ اگر پاس ہو اور اگر پاس کچھ نہیں تو نرم الفاظ سے اُسکو سمجھا دو۔

باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ

---



# حضرت حکیم الامت کے ارشادات

---

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریاں چرانے پر بعض نادان اعتراض کرتے ہیں وہ اس سر الٰہی سے ناواقف ہیں جو بکریاں چرانے میں رکھا گیا ہے یاد رکھو بکریاں چرانے والا بڑا محتاط اور ہوشیار ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ ذرا سی غفلت بھی کرے تو تو اُسکی بکریوں کو درندوں سے نقصان پہو نچے۔

پھر بکریاں چرانے والے کو درندوں کے مقابلہ کے واسطے ایک بڑا لٹھ ہاتھ میں رکھنا ضروری ہے اسی لٹھ کے ساتھ وہ درندوں کا مقابلہ کرتا ہے اور اسی کے ساتھ بکریوں کو مارتا ہے مگر وہ دونو حالتوں میں ایک صریح امتیاز رکھتا ہے۔ اس طرح پر اسکو حلم اور غضب کو فی محلہ خرچ کرنے کی تعلیم دیجاتی ہے۔

---

مومن جب اپنے گھر میں یا کنبے میں کوئی غلطی دیکھے۔ وہ بلاخوف لومۃ لائم ان کو ڈراوے۔ ہر ایک قوم کا واعظ اپنی قوم کے لئے ٹھیک ہوسکتا ہے۔ اپنے دوست احباب۔ گھر والوں اور جن کے حالات سے تم خوب واقف ہو اور اپنے تمام رشتہ داروں کو انکی غلطیوں سے آگاہ کرو۔ اور ان کو امر بالمعروف کرو۔ اور نہی عن المنکر یہ اللہ تعالے کا منشا ہے اور یہی طریق ہے حضرت ابو الملۃ ابراہیم علیہ السلام کا۔ اس سے ایمان قوی ہوتا ہے اور شجاعت پیدا ہوتی ہے۔

اپنے اعمال کو سیدھا کرو۔ یاد رکھو کہ کوئی تمھارا علم۔ آبرو۔ دولت طاقت کام نہ آوے گی۔ مگر کام آنے والی ایک اور صرف ایک ہی چیز ہے جسکو اعمال صالحہ کہتے ہیں۔

اعمال صالحہ اپنی ہی تجویز اور خیال پر اعمال صالحہ نہیں ہوسکتے جنمیں اخلاص ہو۔ اور صواب ہو۔ کیا معنے خدا ہی کے لئے ہوں اور رضا ہی میں ہوکر ہوں یعنی اللہ تعالے کے فرمودہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے موافق ہوں۔ پس

حاسبوا قبل ان تحاسبوا

اس سے پہلے اپنا حساب کرلو جبکہ تمھارا حساب کیا جاوے اور

وازنوا قبل ان توزنوا

اس سے پیشتر کہ تم تولے جاؤ خود اپنے آپ کو تولو۔

ہر روز سستی اور گناہوں کے دور کرنے کی کوشش کرو۔ باریک در باریک اعمال پر خوب غور کرو۔ میں سچ کہتا ہوں وہ شخص بڑے ہی گھاٹے میں ہے جس کے دو دن برابر گذرے۔

---

ساری خوبیاں۔ آرام اور سکھ انسان کو حاصل ہوجاتے ہیں جب کہ وہ خدا کا بن جاتا ہے بڑے بدبخت ہیں وہ لوگ جو قرآن شریف سے لذت نہیں اُٹھاتے۔ یاد رکھو انسان کو تین زبانیں ضرور سیکھنی چاہیئیں۔

اول مذہب کی زبان۔

دوم بادشاہ کی زبان۔

سوم ملک کی زبان۔

اور اب موجودہ حالت میں گویا عربی انگریزی۔ اردو۔ یہ زبانیں اعلیٰ درجہ کی حاصل کرو۔

قرآن کی زبان شرافت عزت بڑھانے کا موجب ہے۔ عرب پہلے کیا تھے؟ کچھ بھی نہ تھے قرآن

کے بعد تمام دنیا کے فاتح اور امام کہلائے۔

اب عرب نے قرآن چھوڑ دیا دیکھو بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔
قرآن شریف انسان کو شریف اور تاریکی انسان بنا دیتا ہے پس اگر شریف اور تاریکی انسان بننا چاہتے ہو تو قرآن کو پکڑو۔

---

حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ جب مجھ کوئی دکھ آتا ہے تو مجھے تین خوشیاں ہوتی ہیں اول بڑے دکھ سے بچنا دوئم گناہوں کا کفارہ۔ سوم دنیا کی مصیبت ہے نہ دین کی۔ مگر جب مجھ کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو مجھے ایک چوتھی راحت بھی ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ دعاؤں کا موقع ملتا ہے اور یہ ایمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالے اس تکلیف کے بعد بہترین راحت دے گا

---

قرآن شریف میں دو قسم کے گروہوں کا ذکر ہوا ہے فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ اور فَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ۔
پس قرآن پڑھو تو یہ ضرور سوچو کہ تم کس فریق میں ہو آدم ہو یا ابلیس نوح ہو یا قوم نوح عادی ہو یا ہود ثمودی ہو یا صالح موسیٰ ہو یا فرعون محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہو یا ابو جہل اور مشرکان مکہ۔ یہ ایک طریق ہے اپنی روحانی بیماریوں کے علاج کا اور میں نے اس طرز پر اپنا علاج کرکے فائدہ اٹھایا ہے۔
قرآن شریف پڑھو مگر دستور العمل بنا کر پڑھو

---

مومن وہ ہوتا ہے جو اپنی جان کو ظلم اور رب انی ظلمت نفسی کہہ اٹھے۔ یاد رکھو جب تک تین قسم کے امتحان میں پاس نہ ہوے مومن کامل نہیں ہو سکتے۔
اول آدمی کے اندر کچھ نہ کچھ بیماریاں ضرور ہوتی ہیں۔ ان اخلاق ظلمت العادات بہت بڑی تاریکی ہے کوئی نہ کوئی برائی یا عیب جو انسان میں ہوتا ہے جب اسکو چھوڑنا چاہتا ہے تو پہلے اس کے تکالیف اور ظلم ضرور سہنے پڑتے ہیں۔
پھر اقتصاد کی حالت ہوتی کسی وقت نیکی کا خیال کرتا ہے اور بدی کا خیال بھی کر بیٹھتا ہے اس کے بعد آخری حالت فاغفرلی ذنوبی کی ہوتی ہے جس میں گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ پس اپنی بد عادتوں کو چھوڑو۔ ہر قسم کی ظلمت سے نکلنے کے لئے ابتہال کرو۔ اور استغفار پڑھو تاکہ گناہوں سے محفوظ ہو جاؤ۔

---

## عذر

اس نمبر کی اشاعت میں بوجہ بیماری کاتب دیر ہوگئی ہے ورنہ اور کوئی باعث عدم اشاعت نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہم اپنی طرف سے وقت پر شائع کرنے میں کبھی دیر اور تساہل نہیں کرتے۔ ایڈیٹر

---



# ایڈیٹوریل

رَبِّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ

یہ ایک دعا ہے جو ہماری اس بیعت توبہ کا انتہا ہوتی ہے جو ہم اپنے صادق اور مقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر کرتے ہیں اور وہ سب جنھوں نے بیعت کا فضل حاصل کیا ہے اس بات سے آگاہ ہیں۔
ہم چاہتے ہیں کہ اس دعا کے وہ معنی و مطلب جو ہم نے سمجھا ہے اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش کریں شاید کوئی ہو جسے فائدہ پہونچ جاے۔
دعا کا مضمون ایک نازک اور دقیق مضمون ہے جس پر بحث کرنا ہمارے اس آرٹیکل کا منشا نہیں۔ اسلئے اسپر گفتگو کرنے کی یہاں ضرورت نہیں اسجگہ اصلی مقصود اس دعا کی حقیقت ہے۔
قرآن کریم کی دعاؤں پر غائر نظر کرنے سے یہ پتہ لگتا ہے کہ عموماً اور کثرت کے ساتھ دعاؤں کو اللہ تعالے کے صفاتی نام اور دنیا پر اپنا پرتو ڈالنے والی پہلی صفت ربّ کے تحت میں رکھا ہے بلکہ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً یعنی اپنے رب سے تضرع اور خوف کے ساتھ دعا مانگا کرو کہہ کر اس امر کی اور بھی صراحت کردی ہے کہ دعاؤں کو ربوبیت کے ساتھ خاص تعلق ہے۔
چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی سب سے پہلے دعا جو اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کے الفاظ میں عبادت الٰہی کی حقیقت کو

بتلائی ہوئی مرکوز ہے وہ بھی رب العٰلمین ہی کی صفت کے تحت میں ہے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ سرچشمہ ربوبیت سے جو فیضان الٰہی کا عام بلکہ عام چشمہ ہے ہم مدد طلب کرتے ہیں کیونکہ بغیر خدا تعالےٰ کے فیض ربوبیت کے ظاہری یا باطنی طور پر نشوونما پانا یا کوئی پاک تبدیلی کرنا اور روحانی پیدائش سے حصہ لینا امر محال ہے۔

اور ربوبیت کے منشاء میں کمال کی آخری انتہا تک پہونچانے کا مفہوم داخل ہے۔ اس لئے دعا کے واسطے اسی صفت کو اولیٰ مخصوص فرمایا ہے تاکہ داعی کے دل میں یہ امید پیدا ہو کہ وہ رب العٰلمین جس نے محض اپنے فضل سے ایک نابود شے کو وجود بخشا اور اس کی تربیت کے سامان بدون کسی مشقت و محنت اور طلب دعا کے عطا فرمائے وہ دعا پر تو اس سے بھی زیادہ فیضان کرے گا۔

پھر ربوبیت کے مقابل دعاؤں کے رکھنے میں ایک یہ بھی سر معلوم ہوتا ہے کہ ربوبیت اپنے فیضان کے لئے عدم محض یا مشابہ بالعدم کی خواستگار رہے اس لئے داعی کو اس میں دعا مانگنے کا ایک طریق بتلایا گیا ہے کہ وہ ہستی ہاں نیستی ہو کر نہایت تذلل کے ساتھ آستانہ ربوبیت پر گرے۔ اور یہ کوئی خیالی یا وہمی امر نہیں بلکہ جیسا کہ ہم نے اوپر لکھ دیا ہے قرآن کریم میں صاف طور پر لکھا ہے ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ یعنی اپنے رب سے تضرع اور خوف کے ساتھ دعا مانگا کرو۔ گویا قبولیت دعا کے دیگر اسباب کے علاوہ تضرع یعنی گڑگڑانا اپنی عاجزی اور کمزوری کا اظہار کرنا اور خدا تعالےٰ کے اقتدار جبروت۔ اور جلال کو دیکھ کر اپنے گناہوں اور شامت اعمال کو سامنے رکھ کر خوف سے بھر جانا یہ لازمی امر ہیں۔ جسقدر داعی ان دونوں اسباب سے زیادہ

ہوگا اسیقدر دعا قبولیت سے بہرہ ور رہے گی۔ پس ربوبیت کو دعاؤں کے ساتھ مخصوص کرنے میں یہ بھی ایک سر ہمکو معلوم ہوتا ہے۔

پھر رب کی صفت کو دعاؤں کے لئے مخصوص کرنے میں ایک سر یہ بھی معلوم دیتا ہے کہ اس عالم اسباب میں چونکہ ہر کام اسباب سے تعلق رکھتا ہے اور خلق اسباب اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اور خالقیت کی صفت ربوبیت کے تحت میں کام کرتی ہے جیسا کہ اس آیۃ شریفہ سے معلوم ہوتا ہے یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا۔

گویا دعا بھی ایک طرح سے خلق اسباب ہی کی دعا ہوتی ہے۔ اور خلق کی صفت ربوبیت سے فیض پاتی ہے اس لئے دعاؤں کو ربوبیت کے تحت میں رکھا۔ یہ چند اسرار ہم کو اس میں معلوم ہوتے ہیں اللہ اللہ تعالےٰ اپنے منشا اور مراد کو بہتر جانتا ہے۔

اب اس کے بعد ہم دوسرے فقرہ اِنّی ظَلَمْتُ نَفْسِی کی مختصر حقیقت بیان کرنا چاہتے ہیں اسکے معنے تو یہی ہیں کہ بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ یاد رہے کہ قرآن کریم سے چار قسم کے ظلم کا پتہ لگتا ہے جن میں سے تین قسم کے ظلم مذموم اور موجب ہلاکت ہیں اور چوتھی قسم وہ ہے جو انسان کی بھلائی کیلئے ہے اور وہ ممدوح ہے۔ ظلم مذموم یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسیکو شریک کرنا۔ آیات اللہ کا انکار کرنا جیسے انبیاء اور انکے نشانات دونوں شامل ہیں یا جانکے متعلق یا آبرو کے متعلق۔ اس دعا کو مانگتے وقت گویا انسان کو لازم ہے کہ اپنی تمام بدکاریوں کو اپنے دلمیں یکجا طور سے جمع کرے اور انکا ایک نقشہ کھینچکر سامنے آجاوے اور اپنی زندگی کی نہایت ہی خوفناک گھڑیاں مجسم ہو کر آکھڑی ہوں ادھر اللہ تعالیٰ کی جبروت اور جلال پر نظر ہو۔ ان دونوں نظاروں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دلمیں رقت اور روح میں ایک گدازش ہو کر وہ مرتبہ حاصل ہو جاویگا جو ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ میں قبولیت دعا کیلئے ضروری

قرار دیا گیا ہے۔ اس حالت میں روح پانی کی طرح بہ نکلے گی اور ایک لذت کے ساتھ ربوبیت کے فیض سے حصہ لیگی۔ غرض۔ اس فقرہ میں یہ تعلیم ہے۔ پھر ساتھ ہی چونکہ اصلاح چاہتا ہے یہ امر بھی ملحوظ رکھ لینا چاہئے کہ اب میں اپنی جانکو ظلم میں ڈالا یعنی اس ظلم میں جو ممدوح ہے۔ اور محمود میں ہے۔ جسکی مختصر حقیقت یہ ہے کہ ہر نیکی کرنے کیوسطے اولاً انسان کو اپنی جان پر ایک ظلم کرنا پڑتا ہے مثلاً جو شخص نامحرم عورتوں کو دیکھنے کا عادی ہو یا شراب پینے کا عادی ہو اسکو اپنی بری عادتوں کے چھوڑنے کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ کچھ تکالیف برداشت کرے ورنہ ان مذموم عادتوں سے رہائی نہیں پا سکتا۔ اسلئے اسدعا میں گویا یہ تعلیم بھی ساتھ ہی رکھی ہوئی ہے کہ اب نیکیوں کے کرنے کیلئے اپنی جانپر ظلم کرنا پڑیگا اور اس میدان میں پورا اترنا خدا ہی کے فضل پر موقوف ہے۔ پھر تیسرا فقرہ واعترفت بذنبی ہے یعنی اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں یہ صاف ظاہر ہے کہ اقراری مجرم کو سزا ملنی یقینی ہوتی ہے اس سے داعی کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کے اقرار سے اپنی سزا کا تصور کر کے کانپ اٹھتا ہے اور خدا کے جلال سے ڈر جاتا ہے اور یوں اسکو تضرع اور ابتہال کی حالت عطا ہو جاتی ہے تو اس دعا کے اس حصہ میں اسحالت کے پیدا کرنے کی ایک ذریعہ کو رکھا ہے جو واعترفت بذنبی کے الفاظ سے پورا ہوتا ہے۔ چونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جبتک کوئی شے معروف نہ ہو اسکے مضار و منافع سے انسان واقف نہیں ہوتا اسلئے اعترفت کے لفظ سے ظاہر کیا یعنی پورے شعور کے ساتھ اپنے گناہوں کو شناخت کرے۔ پھر چوتھا حصہ فاغفرلی ذنوبی یعنی پس تو میرے گناہ بخش چونکہ گناہوں کا اعتراف کیا ہے اور اپنے جرم کا اقرار کیا ہے اسلئے اب سزا سے بچنے کیلئے یہ دعا ضروری ہوئی فاغفرلی ذنوبی۔ ہر کلام کا ایک نتیجہ ضرور ہوتا ہے اسلئے فاغفرلی ذنوبی کی دعا میں گویا یہ مطلوب ہے کہ میرے گناہ بخش۔ بد نتائج سے مجھے محفوظ رکھ اور آئندہ کیلئے گناہوں سے محفوظ رکھ۔ یعنی اسقدر نیکیوں کی توفیق دے کہ وہ ان گناہوں کے اثر کو زائل کردیں۔ چونکہ یہ مضمون معمولی حد سے بڑھ گیا ہے اسلئے پورے طور پر استغفار کی کیفیت ہم بیان نہیں کرسکتے اسلئے اسیقدر پر کفایت کرتے ہیں جو چیزوں والی طبیعتیں آگے رکھ سکتی ہیں۔ پھر آخری فقرہ یہ ہے فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ یعنی تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں۔ دعا کو اس فقرہ میں الفاظ کی ترتیب میں جو

# ممیرے کا سرمہ

## مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پردہ پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ [illegible] محصولڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرموں کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے -

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

## ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے منزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں [illegible] کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مضافات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - بی - ایم ساہنی صاحب ایم بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۱۴ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں حزد حزد دانے نکلے ہوئے تھے اور پردال پڑنے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم خان بہادر محمد حسین خان ایل ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے -

راقم ڈاکٹر برجلال بھوسن رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے -

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ - ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

## پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے ۹ مارچ ۱۹۰۸ء میں جمع کیا گیا ہے -

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا